خلافت لائبریری

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

بدھ | 31- دسمبر 1997ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 292 — بدھ — 1418ھ 31 فتح 1376ہش 31 دسمبر 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اول شرط خدا جوئی کے لئے سچی طلب ہے۔ دوسری صبر کے ساتھ اس طلب میں لگے رہنا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس قدر عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے' اسی قدر تجربہ بڑھتا جاتا ہے۔ پھر معرفت کے لئے زیادہ دیر تک صحبت میں رہنا ضروری ہوا یا نہیں؟ میں نے بہت سے آدمی دیکھے ہیں۔ جو اپنی اوائل عمر میں دنیا کو ترک کرتے اور چیختے اور چلاتے ہیں۔ آخر ان کا انجام یہ دیکھا گیا کہ وہ دنیا میں منہمک پائے گئے اور دنیا کے کیڑے بن گئے۔ دیکھو بعض درختوں کو سنبرو پھل لگا کرتے ہیں۔ جیسے شہتوت کے درخت کو عارضی طور پر ایک پھل لگتا ہے۔ آخر وہ سارے کا سارا گر جاتا ہے۔ اس کے بعد اصل پھل آتا ہے۔ اسی طرح پر خدا جوئی بھی عارضی طور پر اندر پیدا ہوتی ہے۔ اگر صبر اور حسن ظن کے ساتھ صدق قدم نہ دکھایا جاوے' تو وہ عارضی جوش ایک وقت میں آکر یہی نہیں کہ فرو ہو جاتا ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے دل سے محو ہو جاتا ہے اور دنیا کا کیڑا بنا دیتا ہے' لیکن اگر صدق و ثبات سے کام لیا جاوے تو اس عارضی جوش اور حق جوئی کی پیاس کے بعد واقعی اور حقیقی طور پر ایک طلب اور خواہش پیدا ہوتی ہے جو دن بدن ترقی کرتی جاتی ہے' یہاں تک کہ اس کی راہ میں اگر مشکلات اور مصائب کا پہاڑ بھی آجائے تو وہ کچھ بھی پروا نہیں کرتا اور قدم آگے ہی بڑھاتا جاتا ہے۔ پس وہ انسان جو اس جوش اور خواہش کے وقت صبر سے کام لے اور سمجھ لے کہ اس کو آخر عمر تک نبھانا ہے۔ وہ بہت ہی خوش طالع ہوتا ہے اور جو چند تجربے کرکے رہ جاتا ہے اور تھک کر بیٹھ رہتا ہے تو اس کے ہاتھ میں صرف اتنا ہی رہ جاتا ہے کہ وہ کہتا پھرتا ہے کہ میں نے بہت سے باتونی دیکھے اور دوکاندار پائے ایک بھی حق نما اور خدا نما نہ ملا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 462)

کوشش کرنی چاہئے کہ کوئی قول و فعل خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف نہ ہو

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

پاکیزگی سے یہ مراد ہے کہ انسان کو جو اس کے جذبات نفسانیہ خدا تعالیٰ سے روگرداں کرکے اپنی خواہشات میں محو کرنا چاہتے ہیں ان کا مغلوب نہ ہو۔ اور کوشش کرے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق اس کی رفتار ہو۔ یہاں تک کہ اس کا قول فعل خدا تعالیٰ کی رضامندی کے بغیر سرزد ہی نہ ہو خدا تعالیٰ قدوس اور پاک ہے وہ اپنی صفات کے مطابق ہی انسان سے بھی رحم چاہتا ہے۔ وہ کریم ہے انسان سے بھی کرم چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ظاہر ہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 679)

درس کلام الٰہی

○ احمدیہ ٹیلی ویژن سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا درس کلام الٰہی 31- دسمبر 1997ء سے (جمعہ کے علاوہ) روزانہ ساڑھے چار بجے سے 6 بجے شام تک نشر ہوا کرے گا۔ احباب استفادہ فرمائیں۔

(نظارت اشاعت۔ شعبہ سمعی و بصری)

تقریب شادی

○ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم ناصر محمود صاحب ابن محترم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظم وقف جدید کی تقریب شادی ہمراہ عزیزہ مکرمہ ناصرہ نگہت صاحبہ بنت چوہدری نذر احمد صاحب (وفات یافتہ) مورخہ 21- دسمبر 1997ء بروز اتوار منعقد ہوئی۔ ان کا نکاح 96-4-11 کو بیت مبارک میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے بعوض ایک لاکھ روپے حق مہر پڑھا تھا۔ مکرمہ ناصرہ نگہت صاحبہ مکرم انتصار احمد صاحب نذر مربی سلسلہ کی ہمشیرہ ہیں۔

بارات محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی قیادت میں سرائے حمد وقف جدید سے روانہ ہوئی تو حضرت مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر پنجاب نے دعا کروائی۔ تقریب رخصتانہ دفتر انصار اللہ پاکستان کے لان میں منعقد ہوئی جہاں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے دعا کروائی۔

اگلے روز دفتر انصار اللہ کے لان میں مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق کی طرف سے دعوت ولیمہ کا بصورت عصرانہ اہتمام کیا گیا جس میں بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب نے شرکت فرمائی۔ اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاب امیر مقامی نے دعا کروائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کیلئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب و مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

درخواست دعا

○ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب صدیقی سابق امیر جماعت احمدیہ تھرپار کر سندھ عرصہ دراز سے علیل اور زیر علاج ہیں۔ احباب کرام سے ان کی مکمل صحت و تندرستی اور درازی عمر کیلئے درخواست دعا ہے۔

تمام مشکلات اور روحانی امراض کا یقینی علاج دعا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

مذہب کی جان اور خلاصہ اور اس کی روح اگر کوئی چیز ہے۔ تو وہ صرف دعا ہے۔ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کبھی کسی زمانہ میں قائم ہوا اور ہر ایک وحی جو کسی زمانہ میں کسی گوشہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دعا کی تعلیم دی گئی ہے اور خصوصیت سے اس پر زور دیا گیا ہے۔ اس زمانہ میں ہم حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی گفتگو کو آپ کی تقریروں کو آپ کی تحریروں کو غرض آپ کے جس کام کو بھی ہم دیکھیں تو آپ مجسم دعا نظر آتے ہیں۔ ان کی تحریریں دعا ہیں۔ ان کا عمل دعا ہے۔ ان کا ہر ایک کام دعا ہے۔

اگر کوئی چیز ایسی دنیا میں ہے جو یقینی علاج ہے روحانی امراض کا اور تمام مشکلات کا تو وہ دعا ہے۔

باقی صفحہ 7

توبہ کے بعد انسان ایسا بن جاوے کہ گویا نئی زندگی پاکر دنیا میں آیا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

31 فتح 1376 ہش — 31 دسمبر 1997ء

جھوٹ کی بدقسمتی

نہیں کہہ سکتے کہ اس کالم کا عنوان آپ کو کیسے لگا۔ جھوٹ اور اس کی بدقسمتی۔ کیا بات ہے۔ کیا جھوٹ خوش قسمت بھی ہو سکتا ہے۔ کیا جھوٹ ہمیشہ بدقسمت ہوتا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ جھوٹ خوش قسمت تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اگر کبھی خوش قسمت نہیں ہو سکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ بدقسمت ہوتا ہے۔ لیکن اس بدقسمتی کے کیا معنی۔ جھوٹ کی بدقسمتی کے یہ معنی ہیں کہ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا ناکامیوں پر ناکامیاں اس کے حصے میں آتی چلی جاتی ہیں۔ جھوٹ بولنے والا یہ سمجھتا ہے کہ میں نے بڑا تیر مارا ہے۔ اب دیکھئے لوگوں کے دلوں پر یہ کس طرح اثر کرتا ہے۔ لیکن چونکہ جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے اور قائم بھی نہیں رہتا اور جھوٹ کا جھوٹ ہونا کھل جاتا ہے اس لئے جو تیر مارا جاتا ہے وہ دراصل اس کو نہیں لگتا جسے مارا جاتا ہے بلکہ اسے لگتا ہے جو تیر مارتا ہے۔ یعنی جھوٹ بولنے والے پر جھوٹ بولنے کا بد اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اگرچہ چند لمحوں کے لئے جب تک جھوٹ سنانے میں شور مچاتا ہے تو جھوٹ بولنے والا خوش ہوتا ہے کہ میری آواز کتنی گھمبیر ہے۔ میری بات کتنی دور تک پہنچی ہے۔ میری بات کتنے بے خبر دلوں کو زخم لگا گئی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ کا جھوٹ ہونا ثابت ہو جاتا ہے اور پھر جھوٹ بولنے والے پر اس کا ایسا اثر پڑتا ہے کہ اس کی زندگی حسرتوں سے معمور ہو جاتی ہے۔ ہوئی نا جھوٹ کی بدقسمتی۔ لیکن جھوٹ اگر کوئی ایسی بات ہو کہ جس کا دوسروں پر مستقل اثر پڑ سکے اور اثر بھی اچھا ہو تو پھر اسے بدقسمتی نہیں کہہ سکتے لیکن ایسا ہوتا کبھی نہیں۔ انسان جھوٹ بولتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنا کام کر لیا لیکن کام بنتا نہیں جھوٹ کھل جاتا ہے۔

آپ نے گذشتہ روز محترم راجہ غالب احمد صاحب کی لاہور میں کی گئی پریس کانفرنس کا احوال پڑھا ہوگا۔ لوگوں نے کتنا بڑا جھوٹ بولا۔ اور وہ جھوٹ کتنا بدقسمت نکلا کہ اس کی پذیرائی نہیں ہو سکی۔ دنیا حیران ہے کہ اتنا بڑا جھوٹ بھی بولا جا سکتا ہے اور پھر جھوٹ اتنی جلد اپنا ملمع اتار لیتا ہے۔ ساری دنیا میں یہ مشہور کیا گیا کہ گیمبیا میں احمدیہ جماعت کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔ ویسے تو اگر ایسا ہو بھی جاتا تو اس سے احمدیت پر کیا اثر پڑتا تھا۔ احمدیت کو تو دنیا میں پھیلنا ہے۔ اور ساری دنیا میں پھیلے گی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہوا نہیں۔ گیمبیا کی حکومت پر یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جو جتنا کھلتا چلا جائے گا اتنا ہی لوگ حیران بھی ہوں گے اور جھوٹ بولنے والے کو کوسیں گے بھی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ لوگ یہ بات سمجھ جائیں سچ کا مقابلہ سچ سے تو ہو سکتا ہے۔ جھوٹ سے نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں مقابلے بھی ہوتے ہیں۔ مخالفتیں بھی ہوتی ہیں۔ احمدیہ جماعت کی بھی مخالفت ہوتی ہے۔ لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ سچ کے ساتھ مخالفت کی جائے۔ مثلاً جو اچھا کام احمدیہ جماعت کرتی ہے اس سے زیادہ اچھا کام کر کے دکھایا جائے۔ اگر ایسا ہو تو ہماری مخالفت کرنے والوں کو کسی نہ کسی طرح کوئی نہ کوئی خوشی کا عنصر نصیب ہو سکتا ہے۔ آخر اچھا کام تو اچھا ہی ہے کوئی کرے۔ دنیا کی بہبود کے لئے جو کچھ کیا جاتا ہے اس کی پذیرائی ہوتی ہے۔ اگر احمدیہ جماعت اچھے اچھے کام کر رہی ہے تو اس کا مقابلہ جھوٹ سے نہیں سچ سے کیجئے۔ یعنی ویسے ہی کام خود بھی کیجئے تاکہ اچھائی بڑھے لیکن مخالفت میں انسان یہ بات بہت کم سوچتا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنی تعمیر ہو نہ ہو دوسروں کی تخریب ضرور کرے۔ حالانکہ جب وہ دوسروں کی تخریب کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ اپنی تعمیر نہیں ہوتی بلکہ اپنی تخریب دوسروں سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھ عطا کرے کہ وہ جھوٹ کی بدقسمتی سے حصہ لینے کی بجائے سچ پر قدم ماریں اور دنیا کو فائدہ پہنچائیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر

بھیگ جاتی ہیں مری آنکھیں تمہارے نام پر
دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے ہر اک گام پر
مانگتا ہوں مَیں خدا سے ہر گھڑی صبرِ جمیل
ہے نظر میری اسی کے ہر حسیں انعام پر
دیکھتے رہتے ہیں لوگ آغاز ہی کو شوق سے
غور لازم ہے مگر ہر بات کے انجام پر

ابوالاقبال

قراردادِ تعزیت

بروفات حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

از مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

چند دن کی مختصر بیماری کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ' ناظر اعلیٰ و امیر مقامی دس دسمبر 1997ء کو بقضائے الٰہی ہمیں داغ جدائی دے کر اپنے آقائے حقیقی مولائے کریم کے حضور حاضر ہو گئے۔

آپ کی ولادت باسعادت 13۔ مارچ 1911ء کو ہوئی۔ آپ حضرت بانی سلسلہ کے پوتے' حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے نواسے اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ حضرت سیدہ صاحبزادہ ناصرہ بیگم صاحبہ آپ کے عقد میں آئیں۔ اس طرح آپ کو حضرت امام جماعت الثانی کے داماد ہونے کا شرف عطا ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔ دل کے بادشاہ' طبیعت کے غنی اور صاحب وقار تھے۔ سادگی شعار اور انتہائی عاجز انسان تھے۔ انتہائی ہمدرد اور دوسروں کو تکلیف میں دیکھ کر بہت دکھ محسوس کرتے تھے۔ غریبوں' مسکینوں اور ضرورت مندوں کی مدد کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت رعب اور فراست عطا فرمائی تھی۔ بہت نڈر اور بہادر انسان تھے۔ امامت کے عاشق اور فدائی تھے۔ سلسلہ کے لئے انتہائی غیرت رکھتے تھے اور امامت کے لئے سونتی ہوئی تلوار تھے۔ قیادت کی اعلیٰ صفات اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھیں۔ انتہائی معاملہ فہم اور زیرک تھے۔ بات کی تہہ تک پہنچ کر فوری فیصلہ کرنے کی غیر معمولی صلاحیت آپ کو ودیعت ہوئی تھی۔ بڑے سے بڑے Crisis میں پہاڑ کی طرح ایستادہ رہتے تھے اور کبھی گھبراہٹ محسوس نہیں کرتے تھے۔

آپ کو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں طویل عرصہ بطور ناظر اعلیٰ' امیر مقامی اور صدر مجلس مشاورت کی نہایت اہم خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ امامت ثالثہ اور امامت رابعہ کے ادوار میں مختلف وقتوں میں امیر مقامی مقرر ہوتے رہے اور 26 برس ناظر اعلیٰ اور 14 برس صدر صدر انجمن احمدیہ کے عہدوں پر فائز رہے۔ آپ نظارت امور عامہ' نظارت زراعت اور نظارت ضیافت کے بھی مختلف وقتوں میں ناظر رہے۔ نیز ذیلی تنظیموں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ' مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں اہم مناصب پر آپ کو خدمات بجا لانے کا موقعہ ملا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے جس رنگ میں حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کو حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ کو ملنے والی بعض خدائی خبروں کا مظہر قرار دیا ہے اور اس کی جو ایمان افروز تفصیل بیان فرمائی ہے۔ وہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے بلند مقام و مرتبہ پر روشنی ڈالتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ کی (بشارتیں) آپ کے بیٹے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کے وجود میں (پوری ہوئیں)۔ حضرت بانی سلسلہ کو ملنے والی بشارت (اللہ تعالیٰ نے اسے خلاف توقع لمبی عمر عطا فرمائی) آپ کے وجود میں پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے ساڑھے چھیاسی سال کی طویل اور فعال عمر پائی۔ بعض دفعہ آپ پر بیماری کا اس قدر شدید حملہ ہوا کہ ڈاکٹروں نے سمجھا کہ اب Survival مشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو معجزانہ رنگ میں شفا دیتا رہا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ کو ملنے والی (بشارت) "(اللہ تعالیٰ نے اسے خلاف توقع امارت کے مقام پر سرفراز فرمایا) بھی آپ کے اس بیٹے ہی کے وجود میں (پوری ہوئی) چنانچہ آپ کو امامت ثالثہ اور امامت رابعہ کے دوران 45 بار امیر مقامی مقرر کیا گیا۔ اور حضرت صاحب کی نقل مکانی کے بعد آپ اپنی وفات تک مسلسل 13 سال امیر مقامی کی ذمہ داریاں غیر معمولی حالات میں انتہائی قابلیت' بہادری اور فراست سے ادا فرماتے رہے۔

حضرت بانی سلسلہ کا کشف میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو یہ فرمانا "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں" بھی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب پر ہی صادق آیا۔ حضرت صاحب نے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اب یہ بات بعینہ آپ کی ذات میں پوری ہوئی ہے وہ امارت مقامی جس پر میں بیٹھا کرتا تھا اب ظاہر ہے کہ میں اس وقت حضرت بانی سلسلہ کا نمائندہ ہوں اس وقت حضرت میاں شریف احمد صاحب موجود نہیں ہیں اگر کوئی شخص موجود ہے تو یہ آپ کا بیٹا ہے۔ جس کے متعلق بعینہ یہ الفاظ پورے ہوئے ہیں۔ "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔""

حضرت بانی سلسلہ نے رؤیا میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:۔

"وہ بادشاہ آیا دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔"

حضرت بانی سلسلہ کا یہ رؤیا بھی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی ذات والا صفات میں ہی پورا ہوا۔ حضرت بانی سلسلہ اس رؤیا کا ذکر کر کے آگے فرماتے ہیں۔

باقی صفحہ 7 پر

خلافت لائبریری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

یہ تحریر - کیوں؟

کینیڈی امریکہ کے صدران میں سے ایک بہت مقبول صدر تھے۔ خوش شکل تھے۔ فہم وذکاء کے لحاظ سے بہت سے لوگوں سے آگے تھے۔ ان کی پالیسیوں سے امریکہ کا نام بہت آگے نکلا۔ ان کے بعد ان کی تقاریر ان کے مضامین ان کی گفتگوئیں ان سب کو خوب اچھی طرح محفوظ رکھنے کے انتظامات کئے گئے۔ ایک اور چیز جس کو محفوظ کیا گیا وہ یہ تھی کہ جب وہ میز پر بیٹھتے تھے اور کچھ سوچ رہے ہوتے تھے۔ تو سامنے پڑے کاغذ پر یونہی بے ڈھنگی سی لکیریں کھینچا کرتے تھے۔ ادھر سے ادھر۔ ادھر سے ادھر۔ گویا کہ جس طرح ان کے دماغ میں ان کی سوچ گھوم رہی ہوتی تھی اسی طرح ان کے ہاتھ میں پکڑا ہوا قلم کاغذ پر لکیریں بنا رہا ہوتا تھا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ جب ہم کچھ سوچ رہے ہوں تو ہماری سوچ کی سڑک بالکل سیدھی نہیں ہوتی۔ کبھی دائیں مڑ جاتی ہے کبھی بائیں مڑ جاتی ہے۔ کبھی آگے کی طرف چلنے لگتی ہے کبھی رک جاتی ہے اور پیچھے کی طرف چلنے لگتی ہے۔ کیونکہ سوچ کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ مختلف زاویئے سامنے آرہے ہیں ان کا آپس میں ٹکراؤ بھی ہو رہا ہے اور ان کی آپس میں ہم آہنگی کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو اگر اسی طرح کی لکیریں کاغذ پر کھینچی جائیں تو وہ بھی بے ڈھنگی ہوں گی۔ لیکن جس طرح ایف۔ کینیڈی جیسے انسان کے ذہن کی بڑی قدر کی جاتی ہے اسی طرح ان کی ان لکیروں کی بھی قدر کی گئی۔

دراصل بات یہ ہے کہ تحریر شگفتہ ہو یا بے ڈھنگی۔ یا ٹیڑھی میڑھی۔ کیسی ہی کیوں نہ ہو' اس کو محفوظ کرنے کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ بعض اوقات کوئی ٹیڑھی میڑھی تحریر اس لئے محفوظ کی جاتی ہے کہ اس کا تعلق بہت بڑے انسان سے ہوتا ہے۔ بہت معروف شخصیت کا ان سے تعلق ہونے کی وجہ سے اسے محفوظ کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات موضوع کے لحاظ سے ایک چیز اہم ہوتی ہے بے شک وہ کسی غیر معروف شخصیت کی تحریر ہو لیکن موضوع اپنی طرف لوگوں کھینچتا ہے اور وہ تحریر محفوظ کرلی جاتی ہے۔ کوئی شخص پوچھ بھی سکتا ہے کہ اس شخص کی کیا اہمیت ہے۔ یا اگر اہمیت والے شخص کی تحریر ہو تو یہ بھی کہہ سکتا ہے اس تحریر کی کیا اہمیت ہے۔ لیکن یہ اس کی کم فہمی کا نتیجہ ہوگا۔ یا انسان بذات خود بہت اہم ہوتا ہے اور اس کی ہر بات کو اہمیت دی جاتی ہے۔ یا موضوع خاصا اہم ہوتا ہے اور غیر معروف شخص کی تحریر ہونے کے باوجود اسے اہمیت دی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ اس کی اہمیت بڑھنے لگتی ہے۔

پس تحریر کے متعلق یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ جو لوگ آج قابل قدر ہیں یا جن لوگوں کے متعلق خیال ہے کہ آہستہ آہستہ ان کی قدر میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ وہ تاریخ کا حصہ بن جائیں گے۔ ان کی تحریریں محفوظ کرنا نہایت ضروری ہے۔ موضوع اہم نہ بھی ہو تو ان کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ تحریریں اہم ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی بہت بڑے شخص نے ایک کاغذ پر صرف یہ لکھا ہو کہ "آپ نے مجھے بلایا ہے میں وقت پر پہنچ جاؤں گا۔" تو اگرچہ اس تحریر کی بذات خود تو کوئی اہمیت نہیں لیکن چونکہ یہ ایسے شخص کی لکھی ہوئی تحریر ہے جسے اہمیت دی جاتی ہے اس لئے ایسی تحریریں بھی اکٹھی کرلی جاتی ہیں۔ کئی دفعہ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے بعض ایسے لوگوں کی تحریریں شائع کی گئی ہیں جو اگرچہ آج بھی اہم ہیں لیکن ان کی اہمیت وقت کے ساتھ بڑھتی چلی جائے گی۔ وہ اشخاص بھی ہماری تاریخ کا حصہ ہیں اور ان کی تحریریں بھی ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔ وقت آنے والا ہے اور بہت دیر نہیں لگے گی کہ ان کی تحریروں کو تلاش کیا جائے گا۔ ان کے معمولی معمولی نوٹ' معمولی سے مراد ہے۔ جنہیں عام طور پر معمولی کہا جاتا ہے' بھی ان کی سوانح عمریوں میں شامل کئے جائیں گے۔ ان کے چھوٹے چھوٹے کام اور چھوٹے اس لحاظ سے کہ بظاہر عام لوگوں کے لئے وہ چھوٹے ہی ہوتے ہیں' بھی تاریخ کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اگر آج ہمیں کوئی بتائے کہ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب جب امریکہ میں دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے تو وہ ناشتہ کس طرح کیا کرتے تھے تو ہم اس بات کو ان کی زندگی کا ایک اہم جزو سمجھ کر اس کی قدر کریں گے اور اسے محفوظ رکھیں گے۔

پس تحریروں کے متعلق ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو لوگ اہم ہیں جو لوگ آہستہ آہستہ اہمیت اختیار کرتے چلے جارہے ہیں ان کی ہر چھوٹی موٹی تحریر' خواہ موضوع کچھ ہی کیوں نہ ہو' محفوظ رکھی جاتی ہے تاہم جو موضوع اہم ہو خواہ اسے کوئی غیر معروف شخص ہی ضبط تحریر میں لایا ہو اسے بھی محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ موضوع کے ساتھ ساتھ اس شخص کی اہمیت بھی بڑھنی شروع ہو جائے گی۔

پس ہر تحریر پڑھتے ہوئے ان باتوں کو ہمیشہ ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ بات صرف آج کی نہیں ہے کل کی بھی ہے اور کل ہمارا آج سے زیادہ وسیع ہے اور زیادہ قابل قدر ہے۔ ہمیں اپنے کل کے لئے بہت کچھ کرنا ہے۔

○○○

بقیہ کالم 4

ایڈز کے بارہ میں مختلف آراء

کمیونیکیشن کے متعلق انٹرنیٹ کی افادیت

قیام پاکستان کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کا کردار

انگریزی حصہ کے چیف ایڈیٹر مکرم حسن محمد خان عارف صاحب ہیں۔ غرضیکہ یہ پرچہ ایمان افروز دلچسپ مضامین پر مشتمل ہونے کے ساتھ نہایت عمدہ و خوبصورت کاغذ پر شائع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں کام کرنے والے جملہ احباب کو اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جائے۔

تعارف

عبدالستار خان مربی سلسلہ

احمدیہ گزٹ ٹورانٹو- کینیڈا

جماعت احمدیہ ٹورانٹو کینیڈا کا ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کے شمارہ نمبر 8 یعنی اگست 1997ء کا تعارف اس وقت مقصود ہے۔ جو کینیڈا کی جماعت احمدیہ کا تعلیمی تربیتی و دینی مجلہ ہے۔ جو نہایت دیدہ زیب' اعلیٰ کاغذ اور خوبصورت لکھائی پر مشتمل ہے۔ اس کے نگران اعلیٰ مکرم نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا ہیں۔ مدیر اعلیٰ حسن محمد خان صاحب اور مدیران مکرم ہدایت اللہ ہادی اور عبدالحمید' عبدالرحمٰن صاحب ہیں۔ جبکہ معاونات میں طاہرہ ہادی' نوروز ملک روزی اور آنسہ طلعت ہیں ماہنامہ کے مینیجر مکرم خلیفہ عبدالوکیل صاحب اور پرنٹرز "برادرز پرنٹنگ" ہیں۔

ٹائٹل پیج پر فہرست مضامین درج ہے۔ ٹائٹل پیج کے دوسری طرف ارشادات باری تعالیٰ کا ترجمہ اور ایک حدیث درج ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی یہ نصیحت تحریر ہے۔

چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔

تیسرے صفحہ پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ملفوظات جلد 3 ص 19' 17 میں سے درج کئے گئے ہیں۔ جس میں حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی رحمت فرمانبرداروں اور راستبازوں پر ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے خطبہ فرمودہ 11۔ جولائی 1997ء کا خلاصہ شائع کیا گیا ہے۔

اخبارات و جرائد میں سے "جناب کنور ادریس صاحب سے ایک انٹرویو" روزنامہ جنگ لندن کے نمائندہ محمد ہمایوں عزیز اور افسر عمران کے قلم سے درج کیا گیا ہے۔

مکرم میاں محمد طاہر صاحب پورٹ لینڈ آریگن امریکہ کے قلم سے "کچھ یادیں' کچھ تحریریں" کی دوسری قسط شائع کی گئی ہے۔

یادرفتگان کے تحت مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب کا ایک مضمون "شیخ اعجاز احمد صاحب۔ وفات یافتہ" کے بارے میں شائع کیا گیا ہے۔

مکرم محمد زکریا ورک صاحب کنگسٹن نے مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب سے ایک ناقابل فراموش ملاقات کا تذکرہ "حوالوں کے بادشاہ" کے زیر عنوان کیا ہے۔

"قصہ سٹوڈنٹ یونین کے الیکشن کا" مکرم ہشام قمر ملک صاحب ایڈمنٹن نے بیان کیا ہے۔

مکرم ہدایت اللہ ہادی صاحب کے قسط وار مضمون "دیار مغرب کے چند تذکرے" کی پانچویں قسط بھی اسی شمارہ میں شائع کی گئی ہے۔

مکرم چوہدری عبدالغفور عبدل صاحب جن کا شمار جماعت احمدیہ کینیڈا کے بزرگ شعراء میں ہوتا ہے کی نظموں کے مجموعہ "کاوش" پر تبصرہ ہے۔ جس کا پیش لفظ پروفیسر محمد حسین گلزار صاحب سابق پرنسپل ڈیف اور ڈمب کالج لاہور نے لکھا ہے۔ تبصرہ نگار کہتے ہیں کہ "چوہدری صاحب نے جہاں بچوں کے لئے اعلیٰ اور اخلاقی شعر کہے ہیں وہاں دلچسپ اور مزاحیہ نظمیں بھی لکھی ہیں ان کو پڑھ کر اکبر الہ آبادی' اسماعیل میرٹھی اور صوفی تبسم یاد آجاتے ہیں۔ "کاوش" کو رقیم پریس اسلام آباد نے 1996ء میں شائع کیا جو 97 صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت 3 ڈالر ہے۔ اور احمدیہ بک ڈپو بیت الاسلام مشن ہاؤس' ٹورانٹو سے مل سکتا ہے۔

اس شمارہ میں سانحہ ارتحال کے تحت مکرم کیپٹن خادم حسین صاحب (وفات یافتہ) سابق ناظر امور عامہ ربوہ کے صاحبزادے مکرم ملک اختر حسین صاحب کی وفات کا تذکرہ ہے جو 5۔ اگست 97ء کو حرکت قلب بند ہونے سے بعمر 50 سال اللہ کو پیارے ہوگئے۔

ولادت کے تحت یہ خبر دی گئی ہے کہ مکرم مولانا مرزا محمود احمد صاحب مربی ڈیٹن امریکہ کو تین بیٹیوں کے بعد 17 سال کے وقفہ سے مورخہ 6۔ مئی 1997ء کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضرت صاحب نے "نعیم مشہود" عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب احمدی سابق مربی انچارج تنزانیہ مشرقی افریقہ مقیم لندن کا نواسہ ہے۔

مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب کی ایک نظم "حد نظر تک سارا منظر میرا ہے" کے عنوان سے شائع کی گئی ہے۔

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کی طرف سے احباب جماعت کو مطلع کیا گیا ہے کہ بعض ممالک میں نئے امراء کرام کا تقرر ہوا ہے۔ اور بعض ممالک ایسے ہیں جو پہلے دوسرے ممالک سے وابستہ تھے اب وہاں علیحدہ امارت قائم ہوئی ہے۔ ان ممالک کے نئے امراء کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

1۔ جماعت احمدیہ انگلستان۔ مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب۔

2۔ جماعت احمدیہ انڈونیشیا۔ مکرم محمد لوئیس مالد صاحب

3۔ جماعت احمدیہ گیمبیا۔ مکرم مولانا عنایت اللہ زاہد صاحب۔

4۔ جماعت احمدیہ سینیگال۔ مکرم مولانا منور احمد خورشید صاحب۔

5۔ جماعت احمدیہ گنی بساؤ۔ مکرم مولانا حمید اللہ ظفر صاحب۔

6۔ جماعت احمدیہ بینن۔ مکرم احسان سکندر صاحب۔

شمارہ کا نصف حصہ انگلش مضامین پر مشتمل ہے جس کی فہرست مضامین کچھ اس طرح ہے۔

کلام الٰہی و حدیث

ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔

باقی کالم 2 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شکیلہ فردوس ربوہ

ماہنامہ مصباح جولائی 1986ء

میرا گھر میری جنت

بسلسلہ عورت کے مختلف روپ

سر جھکائے ہلکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے سیما اپنی سہیلیوں کے جھرمٹ میں بیٹھی تھی۔ ان کی باتوں سے دل میں خوشی کی لہریں ابھر رہی تھیں۔ شادی کے گیتوں کے اونچے بول چاندنی رات کو اور خوبصورت بنا رہے تھے مستقبل کے سہانے سپنے دیکھتے ہوئے خوشیوں کے ہنڈولوں میں جھولتے ہوئے اچانک دل میں پھانس پڑ گئی۔

"دیکھو سیما تو گھر کی مالکن بن کر جا رہی ہے۔ اگر کسی کا رعب کھا لیا تو ساری عمر سسکتی رہو گی۔ میاں کو غلام بنا کر رکھنا اور ساس کو پاس بھی نہ پھٹکنے دینا۔ یہی تیری کامیاب زندگی کا گر ہے"

راشدہ تو یہ کہہ کر ہنستی ہوئی اٹھ کر ڈھولک بجانے لگ پڑی اس بات سے بے خبر کہ اس نے سہیلی کو گھر بسانے کا نہیں اجاڑنے کا گر سکھایا ہے۔

سیما بابل کا گھر چھوڑ پی نگر پہنچی اس کی ساس صدقے واری جا رہی تھی۔ بیٹی بیٹی کہتے اس کا منہ نہ تھکتا تھا مگر سیما کے دل میں انجانی کدورت جنم لے چکی تھی "ہونہہ کیسے بنتی ہے اوپر اوپر کا دکھاوا ہے میں ایسے دھوکے میں نہیں آ سکتی" سیما کی ایک ہی نند ناہید تھی جو بیاہی جا چکی تھی۔ گھر میں سیما اس کے میاں کبیر احمد اور اس کی ساس اماں کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ خود سیما کے دو بھائی اور دو بہنیں تھیں بہنیں بڑی تھیں اور اپنے اپنے گھر کی ہو چکی تھیں۔ بھائی ابھی پڑھ رہے تھے۔

شادی کے بعد دو مہینے تو شور شرابے میں گزرے اس دوران سیما کی ساس نے اسے کام کو ہاتھ نہ لگانے دیا۔ وہ صحیح معنوں میں اسے بیٹی سمجھتی تھی پھر سیما نے گھر کو سنبھالنا شروع کیا اور یہیں سے تلخیاں بڑھنے لگیں۔

حقیقت میں وہ ایک اچھی لڑکی تھی مگر نادانی کی عمر تھی۔ سہیلی کی کہی بات نے اسے یکسر بدل دیا تھا۔ اسے ساس کا اپنے میاں کبیر سے بات کرنا بھی نہ بھاتا ہر وقت جلی بھنی رہتی اکثر ساس کے آگے بول بھی لیتی۔

کبیر ملازمت کے سلسلہ میں سارا دن باہر رہتا شام کو گھر آتا تو سیما اس سے ضرور کوئی نہ کوئی شکایت کرتی اور جب وہ کہتا نہیں سیما تو بدگمانی نہ کیا کر میری اماں بہت اچھی ہے وہ تو ہماری خوشی سے ہی خوش ہے تو وہ جھگڑ پڑتی "اگر اتنا ہی خیال تھا اماں کا کہ ساری عمر اس کا غلام بن کر رہنا تھا تو کیوں کی تھی شادی مجھ سے" کبیر اس صورت حال سے پریشان ہو گیا وہ بچپن سے اپنے گھر میں پیار و سکون دیکھ رہا تھا جب اس کی دادی جان زندہ تھیں اس کی اماں نے کبھی بے ادبی نہ کی تھی اور ہمیشہ بیٹی سے بڑھ کر ان کا خیال رکھا اسے اچھی طرح یاد تھا جب وہ دونوں بہن بھائی سکول سے پڑھ کر آتے تو اماں کے کہنے کے مطابق پہلے دادی جان کو جا کر سلام کرتے ان سے پیار لیتے اور پھر ان کے چھوٹے موٹے کام بھی کرتے رات کو جب اماں دودھ گرم کرتی تو پہلے دادی جان کو دیتی تھی اور اماں کا یہ بھی روز کا معمول تھا کہ سونے سے پہلے دادی جان کو دبایا کرتی اور دادی جان صدق دل سے ان کے شاد و آباد رہنے کی دعائیں کرتی تھیں۔ ایسی صورت حال تو کبھی نہ تھی کبیر نے کئی بار باتوں باتوں میں اماں سے پوچھا بھی کہ آپ کو سیما سے کوئی شکایت تو نہیں مگر وہ مسکرا دیتی نہیں بیٹا وہ تو بڑی اچھی بیٹی ہے مگر تو کیوں پوچھ رہا ہے۔ تیرا کام باہر کا ہے بس اور کچھ نہ سوچا کر۔ ادھر سیما کچھ اور زہریلی ہونے لگی۔ جب دیکھتی کہ ساس تو اس کی کسی بات کا غصہ نہیں کرتی پلٹ کر کبھی جواب نہیں دیتی اور پھر ایک روز سیما کی نند ناہید آئی اس کا میاں اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ ناہید کا ارادہ تھا کہ ایک ماہ میکے میں رہ لے وہ گھر کے حالات سے قطعی بے خبر تھی۔ سیما کچھ دن تو ٹھیک رہی پھر باتوں باتوں میں تلخی دکھانے لگی اور ایک دن تو حد ہو گئی سیما کبیر کے ساتھ اپنے کمرے میں تھی ناہید کو کسی چیز کی ضرورت پڑی وہ بھابی کی طرف آئی اندر سے سیما کی آواز آ رہی تھی "دیکھو کبیر کہہ دیتی ہوں مجھ سے اتنے چونچلے برداشت نہیں ہوتے۔ اتنی تنخواہ نہیں ہماری کہ ہرا یرا غیرا یہاں رہنے چلا آئے۔" "بس کرو بس کرو اتنی گھٹیا زبان میں بات نہ کرو۔ میری ایک ہی بہن ہے چند دن رہنے آ گئی تو تم نے طوفان اٹھا دیا ہے۔ دیکھو ہمارے گھروں میں ایسے کبھی نہیں ہوا جو تم کر رہی ہو" ہاں ہاں! اگر ایسے ہی ہے اتنی بری ہوں میں تو چلی جاتی ہوں اپنے ماں باپ کے پاس مجھے تو پہلے ہی علم ہے تم پر اماں کا جادو ہے اب بہن نے کوئی پٹی پڑھا دی ہو گی۔" "خاموش اپنی زبان بند کرو کیا تم جانتی نہیں کیا کہہ رہی ہو۔"

اور جب کبیر کام پر جانے لگا تو ناہید اپنی بچی سمیت سامان باندھے تیار تھی "ارے ناہید بہن تم کہاں تیار ہو گئی اور یہ سامان!"

ہاں بھائی! بہنیں تو بھائیوں کے گھر ہنستے بستے دیکھنا چاہتی ہیں۔ میری وجہ سے تمہیں تکلیف ہوئی مجھے معاف کر دینا۔ ہاں بھائی اماں کچھ دن میرے ساتھ جا رہی ہیں اور کبیر کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ بہن کو پیار دیتے وقت اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ چند دن سیما کو بڑے پر سکون لگے وہ سوچنے لگی مزا تو تب ہے انسان اکیلے گھر میں رہے ادھر کبیر کے رویے میں بڑا فرق آ گیا تھا۔ اماں کے بعد وہ گھر میں دیر سے آتے سیما سے بھی بہت کم بولتے دس دن بعد اماں لوٹ آئی اور سب کچھ بھلا کر اسے گلے سے لگایا۔ مگر اس کا رویہ دن بدن بگڑتا چلا گیا اور ایک دن اس نے علیحدہ گھر کا مطالبہ کر دیا۔ یہ سن کر کبیر تو ہکا بکا رہ گیا۔ بہتیرا اس کو سمجھایا کہ گھر میں کون ہے اکیلی جان اماں ہی کی تو ہے وہ جتنا سمجھاتے گئے سیما کی آواز اتنی ہی بلند ہوتی گئی۔ "تو پھر ٹھیک ہے اس گھر میں رکھو اپنی اماں کو میں اپنے ماں باپ کے گھر جا رہی ہوں۔" ٹھیک ہے سیما اگر تم یہاں سکون سے نہیں رہ سکتی تو بے شک جاؤ۔ کل کے پچھتاوے سے آج کا فیصلہ اچھا ہے۔" "نہیں بیٹا نہیں کیسی باتیں کرتے ہو یہ گھر کی عزت ہے۔" "اماں اب پانی سر سے گزر گیا اور پھر یہ فیصلہ خود اس کا ہے میرا یا آپ کا نہیں۔" اور سیما اس گھر کو خیرباد کہہ آئی جہاں وہ بڑے ارمانوں سے لائی گئی تھی۔

ماں باپ نے اسے بہت سمجھایا کہ تم غلطی پر ہو۔ ابھی وقت ہے اپنے گھر چلی جاؤ مگر وہ ضد پر اڑی رہی۔ کیا بیٹی اتنا ہی بوجھ ہوتی ہے جو اسے بغیر جانے بوجھے جہنم میں پھینک دیا جائے میں وہاں نہیں رہ سکتی۔ اب ماں باپ اسے کیسے سمجھاتے کہ بیٹی تو اک مہمان ہوتی ہے پھر سب خاموش ہو گئے کہ زبردستی بھی کرتے تو نتیجہ خراب ہی نکلتا کیونکہ اس ازدواجی سفر میں دلوں کے سودے ہوتے ہیں۔

یوں ہی دن گزرتے چھ ماہ ہو گئے سیما کو خدا تعالیٰ نے ایک پیارے بیٹے سے نوازا۔ گھر والوں کا خیال تھا اب وہ نرم پڑ جائے گی مگر سب کے بے حد اصرار پر بھی اس نے بیٹے کی پیدائش کی خبر سسرال نہ دینے دی مگر انہیں پتہ چل ہی گیا۔ دور پار رشتے کی ایک عورت آئی باتوں باتوں میں اسے ساس کا پیغام دیا کہ بیٹی گھر کا دروازہ کھلا ہے تم لوٹ آؤ اپنا گھر ہی اصل گھر ہوتا ہے۔ اور نخوت سے اس کی گردن اکڑ گئی "مجھے کوئی محتاجی ہے جو میں چلی جاؤں کوئی ضرورت نہیں کسی کو میرے پاس پیغام لانے کی اور وہ عورت اپنا سا منہ لے کر چلی گئی۔"

سیما کی سہیلی راشدہ کی شادی اس کے پیچھے سے ہو گئی تھی اس سے ملاقات نہ ہوئی تھی باقی سہیلیاں بھی اپنے اپنے گھروں کی ہو چکی تھیں اب تو آس پاس کے لوگ بھی جان گئے تھے کہ وہ اپنے گھر سے ناراض ہو کر آئی ہے۔ محلے والے ملنسار ہمدرد اور بچپن کے ساتھ رہنے والے تھے سب ہی سمجھاتے کہ بیٹی لڑکی شادی کے بعد ماں باپ کے لئے پرائی ہو جاتی ہے اس کا حقیقی گھر شوہر کا گھر ہوتا ہے مگر وہ ضد پر اڑی رہی۔

ننھا عامر چھ ماہ کا ہو چکا تھا۔ جب بڑے بھائی مبشر کی شادی ہوئی۔ سیما نے دن رات ایک کر کے تیاری کی اور بھابی کو سر آنکھوں پہ بٹھا کر بیاہ لائی اپنے بچے کو چھوڑ کر اس نے بھابی انیلہ کی دو ماہ خوب خدمت کی مگر اسے یوں لگتا بھابی اس سے خوش نہیں پہلے تو اس نے وہم سمجھا پھر آہستہ آہستہ یہ وہم حقیقت کا روپ دھار گیا۔ بھابی باتوں باتوں میں اسے اس گھر میں اس کی اہمیت کا احساس دلانے لگی۔ کیونکہ اب وہ اس گھر کی مالکن تھی۔ اس کے رشتہ دار اکثر آتے جاتے تھے سیما ان کی بے حد خدمت کرتی مگر اسے محسوس ہوتا سب اس کو حقارت سے دیکھتے ہیں اس کی ماں بھی اب چپ تھی بلکہ کئی بار دبی زبان میں سیما ہی سے شکوہ کر چکی تھی وہ کیا کہتی چپ ہو جاتی اور پھر اسے احساس ہونے لگا اس نادانی کا اس بڑی غلطی کا جو وہ کر چکی تھی جب وہ اپنی ماں کو اکیلے بیٹھے سوچوں میں گھرے دیکھتی ایک طرف بہو کے ناروا سلوک کا شکار تھی دوسری طرف بیٹی کا دکھ مارے دیتا تھا۔ سیما کو جوں جوں احساس ہونے لگا اسے اپنے آپ پر غصہ آنے لگتا جب رات کو وہ بستر پر ہوتی تو پچھلی یادیں اس کو گھیر لیتیں وہ بھی تو کتنا برا سلوک کرتی تھی اپنی ساس سے کیا میری ساس بھی یونہی اپنے گھر میں اجنبی سی محسوس کرتی ہو گی۔ جیسے میری ماں اور پھر بھابی کی آج کی گفتگو یاد آ گئی جو وہ اپنی ایک سہیلی سے کر رہی ہے ارے عظمیٰ بعض عورتیں ہوتی ہی ایسی ہیں نہ خود گھر آباد کرتی ہیں نہ دوسروں کو سکھ چین سے رہنے دیتی ہیں۔ یہ جملے بار بار ذہن میں گونجتے رہے اس کا سر شدید درد سے پھٹنے لگا اور گرم آنسو چہرے کو بھگونے لگے اچانک ننھا عامر رونے لگا اور اپنے ننھے ننھے پاؤں مارنے لگا اس نے روتے روتے اسے اٹھا کر زور سے بھینچ لیا۔

اگلے دن ہی کی بات ہے عامر چارپائی سے سوتے میں ڈر کر اٹھ گیا اور زور زور سے چیخیں مارنے لگا وہ کتنی دیر اسے اٹھائے چپ کرواتی رہی مگر وہ روتا ہی رہا۔ اتنے میں ساتھ والی عذرا دیوار پر چڑھ کر بولی سیما! بچہ کیوں رو رہا ہے اسے جھولے میں ڈالا کرو آرام سے سویا رہے گا بڑا بھائی مبشر سن رہا تھا۔ بولا سیما شام کو آتے ہوئے عامر کے لئے جھولا لے آؤں گا کمرے سے نکلتی بھابی نے سن لیا فوراً بولی اتنی تنخواہ نہیں ہماری کہ مفت کی کھلاؤ بھی اور چونچلے بھی کرواؤ سیما کو اور کچھ نہیں سنا کہ بھائی نے کچھ کہا بھی یا نہیں اسے تو ایسا ہی ایک دن یاد آ گیا جہاں وہ اپنے آپ کو بھابی کے روپ میں دیکھ رہی تھی فرق یہ تھا کہ اس وقت ناہید کا دل چھلنی ہوا تھا آج اسی جگہ وہ کھڑی تھی۔

دوپہر کی روٹی پکا رہی تھی کہ اماں نے بتایا سیما تمہاری سہیلی راشدہ سسرال سے آئی ہے تم مل آنا سن کر وہ بے چین ہو گئی جلدی جلدی سب کام نپٹائے اور فارغ ہو کر راشدہ کے گھر جا پہنچی۔ دل میں بچپن کی یادیں ہلکورے لینے لگی تھیں۔ یہ بچپن کے سنگ بھی کیسے ہوتے ہیں زندگی کے ہر موڑ پر یاد بن کر ساتھ رہتے ہیں۔ گلے لگ کر دونوں بے اختیار رو دیں۔ "ارے راشدہ یہ تو ہے سیما اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی تو تو اتنی پیاری صحت مند اور ہنسوڑ سی تھی شادی کے بعد کیا ہو گیا یہ زرد رنگ بجھی بجھی آنکھیں اور مرجھایا ہوا چہرہ اور راشدہ کی آنکھوں میں درد کے سائے لہرا گئے پھر اس نے بتایا جس گھر میں وہ بیاہی گئی ہے۔ وہاں اس کی کوئی عزت نہیں۔ نہ خاوند اس سے پیار کرتا ہے نہ ساس نندیں سیدھے منہ بات کرتی ہیں شروع دن سے ایک ہی طعنہ ملتا ہے کہ جہیز میں کیا لائی ہو ہزار کوشش کی دن رات خدمت کرتی ہوں مگر گھر میں نوکرانی سے زیادہ حیثیت نہیں کیا کچھ نہیں کیا میں نے مگر ان کے دل نہ جیت سکی اور ادھر سیما کو یاد آیا۔ اس کا جہیز برائے نام تھا۔ سسرال والوں نے کوئی مطالبہ کرنے کی بجائے خود کہلوا دیا تھا کہ

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

ملک محمود احمد

عزیزان ملک رشید احمد صاحب و ملک جمال احمد صاحب

چند سالوں کے وقفہ سے میرا پیارا بھائی ملک رشید احمد اور بھتیجا ملک جمال احمد (ابن ملک رشید احمد صاحب) دونوں باپ بیٹا سر پر چوٹ کے حادثات میں زخمی ہوئے اور خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔

عزیزم رشید ملک مسقط میں ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے پہاڑی سے پھسل کر سر کے بل گرے۔ یہ واقعہ تقریباً ساڑھے دس بجے دن کا تھا۔ عزیزم کو اسی وقت خولہ ہسپتال مسقط لایا گیا۔ عزیزم گرنے کے وقت سے ہی بے ہوش تھے۔ پولیس ہسپتال میں دماغی ایکسرے (Scanning) کے بعد ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ دماغ مکمل طور پر Damage ہو چکا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی کسی معجزہ سے بچا سکتا ہے۔ انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل کیا گیا۔ بمبئی سے ڈاکٹر Turel نیورو سرجن کو بلایا گیا۔ مگر اس نے بھی جواب دے دیا۔ بہرحال مختلف ڈاکٹروں کے علاج کے باوجود ایک ہفتہ بے ہوش رہنے کے بعد یکم جنوری 1988ء کو شام پونے چھ بجے اپنی جان خدا کے حضور حاضر کر دی۔ حادثہ 24 دسمبر کو ہوا۔ عزیزم خود تو اف کئے بغیر مولیٰ حقیقی کے حضور چلے گئے لیکن اپنے پیچھے ہم سب کو اور بیوی بچوں کو سوگوار چھوڑ گیا۔ وفات کے وقت عزیزم کے اہل و عیال اور میرا بیٹا طاہر ملک مسقط میں ہی تھے۔

حضرت صاحب سے فون پر رابطہ تھا۔ حضرت صاحب دعا بھی کرتے رہے اور ہومیو پیتھک کی دوائیں تجویز فرمائیں۔ جو باقاعدہ دی جاتی رہیں۔ جب حضرت صاحب کو وفات کی اطلاع دی تو آپ نے تعزیت فرمائی اور تسلی بخش جملوں سے نوازا۔ 8 جنوری کو جنازہ مسقط سے ربوہ لایا گیا۔ اور 9 جنوری کو ساڑھے پانچ بجے شام بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ جنازہ مولانا سلطان محمود انور نے پڑھایا۔ کثیر لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔

حضرت صاحب نے 8 جنوری کو بعد جمعہ جنازہ غائب پڑھایا اور مندرجہ ذیل تعریفی کلمات ارشاد فرمائے "بہت ہی مخلص، پختہ جوانی کی عمر، مسقط کے امیر جماعت، بہت ہی مخلص، بہت اچھے کارکن، ایسا اچھا مالی نظام مستحکم کیا۔ باوجود بہت سی دقتوں کے ان کی رپورٹیں دیکھ کر بسا اوقات ان کے لئے دعا نکلتی تھی۔ اور کئی دفعہ اظہار بھی کیا۔ کہ (-) آپ کا کام ایک مثالی کام ہے۔ ملک رشید احمد صاحب کو خصوصی دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔

عزیزم ملک رشید احمد امیر جماعت مسقط تھے۔ نہایت نیک، عبادات اور آخر شب کی عبادات کے پابند تھے اور ہر مالی قربانی میں پیش پیش تھے۔ بیوت الحمد کی تعمیر کے لئے خصوصی معاون تحریک میں حصہ لیا۔ جب حضرت صاحب نے بیت آسٹریلیا کی تعمیر کی تحریک کی۔ تو اس میں گراں قدر عطیہ دیا۔ ایک مرحلہ پر حضرت صاحب نے خرچ بڑھنے کی وجہ سے اضافہ کی تحریک کی۔ تو عزیزم نے اتنی ہی رقم فوراً ادا کر دی۔ جماعت کے چندہ جات میں سال کے آخر میں اگر کوئی کمی ہوتی۔ تو فوراً اتنی ہی رقم اپنی جیب سے ادا کرتے کہ میں جماعت کو بقایا داروں میں شامل نہیں ہونے دوں گا۔ ربوہ میں اپنے محلہ کی بیوت کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا۔ ایک دفعہ بیت میں کچھ عطیہ دیا۔ تو مسقط واپس پہنچتے ہی دس گنا بونس مل گیا۔ اس وقت عزیزم نے مجھے کہا۔ کہ دیکھو ہم تو اس طرح خدا سے سودا کرتے ہیں۔ دس دنیا اور ستر آخر نہایت خدا ترس اور غریبوں کی مدد کرنے والے تھے۔ جنازہ لے جاتے وقت میں نے دیکھا کہ ایک غیر معروف سا آدمی رو رہا ہے۔ میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ رشید ملک جب بھی پاکستان آتا تھا۔ اس کو کپڑے اور جوتا وغیرہ خرید کر دیتا تھا۔

غرض کس کس خوبی کا ذکر کروں۔ اب تو یہی دعا ہے مولیٰ کریم عزیزم کو جنت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر و استقامت بخشے۔ اس وقت ان کی یادگار بیوہ ایک بیٹی اور بیٹا ہیں۔ ایک بیٹا ملک جمال احمد اس واقعہ کے چھ سال بعد 24 دسمبر 94ء کو فوت ہو گئے۔ بلانے والا ہے سب سے پیارا......

عزیزم جمال احمد صاحب (ابن ملک رشید احمد صاحب) نے 24 دسمبر 1994ء صبح کے وقت وفات پائی عزیزم 23 دسمبر 94ء کو بھوانہ کے قریب ایک گاؤں میں شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے گئے ہوئے تھے وہاں گھوڑے پر سواری کے دوران گر گئے اور شدید دماغی چوٹ آئی۔ اور اسی روز فیصل آباد الائیڈ ہسپتال میں تمام طبی سہولتوں کے باوجود مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ وفات کے وقت عمر 21 سال تھی۔

عزیزم جمال نے اپنے والد کی وفات کے بعد گھر کا سارا کام سنبھال لیا تھا۔ کبھی اپنی والدہ اور بہن بھائی کو والد کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ ان کی بہت دلگیری اور خدمت کرتا تھا عزیزم جمال کی والدہ نے بھی بہت ہی صبر کا مظاہرہ کیا۔ اپنے خاوند کی وفات پر اس کا خیال تھا۔ کہ جمال ان کا بازو بنے گا۔ مگر خدا کو کچھ اور منظور ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔

عزیزم ربوہ کا ایک مخلص خادم اور خوبصورت اخلاق و اطوار کا مالک تھا۔ جمال ملک حسن صورت اور حسن سیرت کا سچا پیکر تھا۔ وہ واقعی اسم بامسمّٰی تھا۔ ہر کوئی اس کے اخلاق کا مداح تھا۔

جلسہ سالانہ 1993ء قادیان کے موقع پر خدمت خلق میں ڈیوٹی لگی اور سارے فرائض بااحسن طریق انجام دیئے۔ چھوٹی عمر میں ہی خدام الاحمدیہ کی خدمت کی توفیق ملی اور تین سال تک نائب مہتمم عمومی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ رہے۔ جو کام بھی ان کے سپرد کر دیا جاتا۔ خوب محنت کے ساتھ اعلیٰ معیار کے ساتھ کرتے۔ عزیز و اقارب دوست احباب کو جب بھی گاڑی کی ضرورت پیش آتی۔ تو ضرور مہیا کرتے۔ بچوں سے بے حد پیار اور بڑوں کا از حد ادب کرتے تھے۔ ابتدائی جوانی میں ہی ان کو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں مرکزی سطح پر خدمات بجا لانے کی توفیق ملنا ان کی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی رہنمائی اور نگرانی میں جماعت کے کاموں میں مخلصانہ طور پر ترقی کی۔ جب بھی کبھی دفتر یا تنظیم کی طرف سے اسے خدمت کے لئے طلب کیا گیا۔ تو اس نے ذرہ بھر بھی غفلت نہیں کی۔ اور خدمت کے لئے حاضر ہو گیا عزیز جمال نہایت پیار کرنے والا وجود تھا۔ اس کی وفات پر اس کا اظہار یوں ہوا کہ شدید سردی بارش کے باوجود جبکہ بیت مبارک میں مغرب عشاء جمع ہو چکی تھیں۔ رات آٹھ بجے جنازہ ہوا تو بیت مبارک کثیر غمگساروں سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے جنازہ کے وقت بے حد رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ اس دن باہر موسم کی آنکھیں بھی بھیگی بھیگی تھیں اور گھر کے اندر باہر لوگ۔ قرابت دار اپنے اپنے طور پر غم و رنج میں ڈوبے ہوئے سسکیاں بھر رہے تھے۔ عزیزم جمال کی اچانک اور غم ناک وفات پر بے شمار دوستوں اور نوجوانوں نے اس کی جدائی کا دکھ بری طرح محسوس کیا۔ اور اس کی جدائی میں بہت روئے اور تڑپے۔ وہ سلسلہ کی انتھک خدمت کی وجہ سے سب کی آنکھوں کا تارہ تھا اپنا۔ عزیزوں اور دوستوں کا دکھ دیکھ کر یہ شعر یاد آیا تھا۔

تم ماہ شب چاردھم تھے میرے گھر کے
پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشہ کوئی دن اور

جب عزیزم جمال نے داڑھی رکھی تو چھوٹی چھوٹی بہت خوبصورت لگتی تھی۔ تو میں نے اسے کہا۔ جمال اس کو منڈوانا نہیں۔ تو اس نے کہا نہیں تایا ابو ایسا موقعہ ہرگز نہ آنے دوں گا۔ یہ شوقیہ داڑھی نہیں الغرض عزیزم جمال بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔

نماز جنازہ غائب پڑھنے کے بعد ملک جمال احمد کی وفات پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا "اس میں بھی کوئی خاص مشیت خداوندی ہے کہ باپ بیٹا ایک ہی دن، تاریخ، ماہ اور ایک ہی چوٹ سے فوت ہوئے"۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے اور راضی برضائے الٰہی کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کے اچھے اخلاق و اطوار کو یاد رکھ کر اس کی بلندی درجات کی دردِ دل سے دعا کریں۔ کہ مولیٰ کریم اس کی والدہ بہن اور بھائی کو صبر و استقامت بخشے۔

O

وقت رخصت بھیگتی آنکھوں کے منظر دیکھنا
کتنے ہیں طوفان ان پلکوں کے اندر دیکھنا

ہے تلاطم خیز اشکوں کی روانی، اس لئے
احتیاطاً دور ہی سے تم سمندر دیکھنا

جن کو ہر لمحہ میسر تھی محبّت آپ کی
اُن کی تنہائی کا پس منظر بھی آ کر دیکھنا

ہر طرف تاروں کے جمگھٹ، چاند ہے پھر بھی اداس
آج تم تصویر کے پہلو بدل کر دیکھنا

پھول زخموں کے، مہکنے کا ہے موسم آ گیا
کتنا یخ بستہ ہے ربوہ کا دسمبر دیکھنا

جن کی پیشانی پہ لکھا ہے سکون قلب اے میرے ندیم!
رات کو پچھلے پہر روتے ہیں اکثر، دیکھنا

انور ندیم علوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

حمیدہ اہلیہ عبدالرشید رازی

مکرمہ فتح بی بی صاحبہ

قارئین الفضل بفضل خدا ئے سلسلوں سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ آجکل نیا سلسلہ "اچھی مائیں" کے عنوان سے بہت بہتر ہے۔ ماں کا رشتہ ایک فطرتی عمل ہے لیکن بات تو تب بنتی ہے جب کہنے والے ساس کے لئے اچھی ماں کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور ایک ساس اپنے بہتر نمونہ سے 'حسن سلوک سے اچھی ماں کا روپ دھار لیتی ہے۔ میری آپ کو تجویز ہے کہ آپ اچھی (پر خلوص) ساس کے عنوان سے کوئی سلسلہ تحریر شروع کریں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی اس کوشش سے بہت سے گھروں میں سکون ہو جائے۔ کیونکہ پڑھنے کا بعض اوقات ذہن پر اثر پڑتا ہے۔ اسی عنوان کے تحت میں آپ کو ایک مضمون پیش کر رہی ہوں۔ امید ہے کہ آپ ازراہ شفقت اسے الفضل کے لئے موزوں سمجھیں گے۔

میری ساس کا نام فتح بی بی تھا آپ 1891ء بمقام شاہ کوٹ پیدا ہوئیں۔ آپ دو بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ آپ کی شادی میرے خسر (جو کہ میرے تایا جان بھی تھے) مکرم ماسٹر عبدالکریم رازی صاحب سے 1908ء میں ہوئی۔ آپ اپنے خاوند کی اطاعت گزار اور کامل فرمانبردار تھیں جس وقت میرے سسر (تایا جان نے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو کر 1926ء میں بیعت کی اسی وقت آپ کو بھی بفضل تعالیٰ یہ سعادت حاصل ہوئی اور آپ تا زندگی کامل خلوص سے احمدیت کے ساتھ وابستہ رہیں۔ چونکہ ان کے باقی بہن بھائیوں نے احمدیت قبول نہیں کی تھی اس لئے کئی کئی سالوں کے بعد ملاقات ہوتی۔

آپ کی زندگی کا طرہ امتیاز پانچوں عبادات میں باقاعدگی تھی۔ کپڑوں کی پاکیزگی کا بے حد خیال رکھتیں۔ جب بوجہ بڑھاپا کبھی انہیں گمان ہو تا کہ کپڑوں پر چھینٹ پڑ گئی ہے تو فوراً تبدیل کرواتیں۔ آپ بہت دعا گو تھیں۔ کمزوری کی وجہ سے میں اکثر بیڈ پر ہی انہیں وضو کروا دیتی تو آپ کی ڈھیروں دعائیں میرے ساتھ ہوتیں۔ عبادت الٰہی سے محبت کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ خدا نے اپنے خاص فضل سے آپ کی ساری اولاد کو باقاعدہ عبادت کرنے والا بنا دیا۔ اسی طرح آپ کے دل میں کلام الٰہی کی بہت محبت تھی۔ آپ خود کمی تعلیم کی وجہ سے تلاوت نہ کر سکتی تھیں اس لئے باقاعدگی سے اپنے خاوند کے پاس بیٹھ کر تلاوت سنا کرتی تھیں اور اس سے بہت محظوظ ہوتیں۔ چندوں میں باقاعدہ تھیں۔ میرے خسر باقاعدگی سے ان کا چندہ ادا کر دیتے تھے۔ اور اب تک میرے میاں نے ان کو باقاعدہ چندوں میں شامل کیا ہوا ہے۔

شروع ہی سے آپ سادگی پسند تھیں۔ کھانے پینے 'رہائش غرض ہر چیز میں آپ کی سادگی نمایاں تھی۔ دنیاوی مادی چیزوں کا انہیں کوئی لالچ نہ تھا اور نہ ہی باقی عورتوں کی طرح انہیں زیور کی تمنا تھی 'ان کا کہنا تھا کہ میری اولاد ہی میرا زیور ہے۔ رشتہ داری کی وجہ سے گھر میں آنے جانے سے بچپن میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں مثلاً ہر کام سے پہلے (اللہ کے نام سے شروع) کہنا میں نے انہیں سے سیکھا تھا۔ اپنی ہر بہو کے لئے وہ ایک بے مثال ساس تھیں۔ آپ نے کبھی بھی کسی بہو پر تنقیدانہ نظر نہ ڈالی تھی۔ چونکہ میں ٹیچنگ سروس کرتی تھی اور شادی کے بعد اپنے ساس اور سسر کو بھی سنبھالا ہوا تھا اس لئے اکثر میرے میاں کو کہتیں کہ یہ تمہاری خدمت کے ساتھ ساتھ مالی مدد بھی کرتی ہے اس لئے اس کا خیال رکھا کرو۔ آپ میری چھوٹی چھوٹی خدمت کو سراہتیں اور دعائیں دیتی تھیں۔ چونکہ آپ سخت چیز نہ کھا سکتی تھیں اس لئے آپ کے خیال سے میں اکثر نرم چیز لے آتی اور پکوان میں بھی خاص خیال رہتا۔ سکول سے چھٹی کے بعد ایک منٹ ضائع کئے بغیر فوراً گھر لوٹتی تاکہ ان کو گرم گرم روٹی اور کھانا وقت پر مل سکے 'اس بات سے بہت خوش ہوتیں اور دعا دیتیں کہ خدا تمہیں بھی ایسے خدمت کرنے والی اولاد سے نوازے۔ آمین۔ آپ کی دعاؤں اور برکت کا نتیجہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے (باوجود نا امیدی کے) شادی کے چھ سال بعد ہمیں اولاد کی نعمت سے نوازا۔ اس وقت ہم خدمت دین کے سلسلہ میں مشرقی افریقہ (تنزانیہ) میں مقیم تھے۔ آپ نے وفات سے پہلے بڑے دو بچوں کی پیدائش کا سن لیا تھا اور آپ سجدہ شکر بجالائیں۔

آپ ہر ایک کے لئے سکینت کا باعث تھیں اور اپنے بیٹوں سے ان کی بیویوں کی قدر کرواتی تھیں۔ ویسے بھی ان کا کہنا تھا کہ اتنی سلیقہ شعار اور خدمت گزار لڑکی کا رشتہ میں نے باہر نہیں ہونے دینا اسے میں اپنی ہی بہو بناؤں گی۔ آپ کی خوش اخلاقی کی وجہ سے گھر کی فضا خوشی اور پیار سے معطر تھی۔

آپ بفضل خدا موصیہ تھیں آپ کا وصیت نمبر 13079 ہے۔ آپ نے 76 سال کی عمر میں 7 ستمبر 1967ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ آپ کو اپنی رحمت کے سائے تلے رکھے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

OOO

بقیہ صفحہ 4

ہمیں کچھ درکار نہیں سوچوں میں پڑی سیما کو راشدہ نے ہلایا تو بتا سیما تیری کیسی گزر رہی ہے۔ اور وہ اس کے گلے سے لگ کر پھر رو دی اور اسے سب کچھ بتا دیا کہ کس طرح تمہاری پہلے دن کی کہی بات نے دل میں گرہ ڈال دی اور وہ اپنا ہنستا بستا گھر تباہ کر آئی اور راشدہ دونوں ہاتھ جوڑ کر اس کے آگے بیٹھ گئی "مجھے معاف کر دے سیما میری بہن مجھے معاف کر دے میں تیری مجرم ہوں میں نے تو یونہی مذاقاً یہ بات کہہ دی تھی مجھے معلوم نہ تھا مذاق میں کہی بات یہ کچھ کر دکھائے گی۔ شاید خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی سزا دی ہے۔" وہ جذباتی ہو گئی اس کے دونوں ہاتھ تھام کر گلوگیر آواز میں بولی "سیما جا چلی جا اپنی اس جنت میں جسے تو ٹھکرا آئی ہے۔ تجھے دیر تو ہو گئی ہے مگر میرا دل کہتا ہے اتنی دیر نہیں ہوئی۔" جا سیما اور دیر نہ کر ایسا نہ ہو یہ لمحہ عمر بھر کا روگ بن جائے اور میں بھی ساری عمر سزا پاتی رہوں۔"

شام کے سائے ڈھل رہے تھے جب سیما پھولے سانس سے گھر آئی تو کمرے سے بھابی کی آواز آ رہی تھی۔ "جانے کیا مصیبت ہے شاید ساری عمر ہی ہم پر مسلط رہے گی آج تو میں کھل کر مبشر سے بات کروں گی یا یہ رہے گی اس گھر میں یا میں "سیما اندر داخل ہوئی اسے دیکھ کر وہ ایک دم چپ ہو گئی۔ "نہ بھابی نہ اس گھر میں تم ہی رہو گی یہ گھر میرا نہیں تمہارا ہے میں بھول گئی تھی اب مجھے ہوش آگیا ہے عورت کا گھر تو اس کی جنت ہوتا ہے۔ کاش میں سب بہنوں کو بتا سکوں کہ ہم اپنی جنتوں کو برباد نہ کریں۔ سب مل کر انہیں سجائیں وہ بے خودی میں بولتی چلی گئی اور بھابی حیرانی سے اسے دیکھتی رہ گئی اور پھر وہ اسی وقت دو چار کپڑے سمیٹ کر اور عامر کو اٹھا کر تیار ہو گئی اماں نے روکا اب شام ہو رہی ہے رک جاؤ صبح چلی جانا بھابی بھی کہنے لگی سیما میری بہن مجھے معاف کر دے میں بھی بھول رہی تھی تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ مگر ایسے نہ جاؤ صبح چلی جانا مبشر تمہیں خود چھوڑ آئیں گے۔ نہیں نہیں ایسا نہ ہو یہ لمحہ مجھ سے چھن جائے اور میں ساری عمر پچھتاتی رہوں۔ اور وہ اکیلی ہی چل دی۔

"رونے کا اس پر کیا اثر کیا وہ آ جائیں گی"؟"وہ آئے گی بیٹا ضرور آئے گی۔ میں نے آج بھی فجر کے وقت خواب دیکھا ہے کہ سیما بیٹی آگئی اور مجھے پکار رہی ہے۔ وہ آگے بڑھ گئی اماں اماں میں آگئی ہوں اور بھاگ کر اس کی پناہ میں چلی گئی۔ میری بیٹی! میری بچی! وہ بے اختیار اسے چومے جا رہی تھی۔ اور سیما اماں کے قدموں میں جھک گئی۔ نہ، بیٹی نہ تمہارا مقام تو دل میں ہے تم تو ہمارے گھر کی رونق ہو کسی نے آگے بڑھ کر عامر کو اٹھا لیا۔ سیما کی نظر اس طرف اٹھی۔ ان آنکھوں میں کتنا پیار تھا اس کے لئے اس نے گھبرا کر نظر پھیری تو سامنے آسمان پر جا پڑی اور اسے یوں لگا جیسے چاند تاروں کی ساری روشنی اس کے گھر میں اتر آئی ہو۔

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

بدھ 31۔ دسمبر 1997ء

12-30 رات۔ جرمن سروس۔
1-30 چلڈرنز کارنر۔
2-00 ایم۔ ٹی۔ اے۔ بلجیئم۔
2-30 اراؤنڈ دی گلوب۔ ہماری کائنات۔
3-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
4-00 حکایات شیریں۔
4-25 فرنچ زبان سیکھئے۔
5-05 تلاوت۔ سیرت۔ خبریں۔
5-30 چلڈرنز کارنر۔
6-00 لقاء مع العرب۔
7-00 طبی معاملات۔
8-00 اردو کلاس۔
9-00 فرنچ زبان سیکھئے۔
9-30 حکایات شیریں۔
10-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔
11-05 تلاوت۔ سیرت۔ خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔
12-00 سواحیلی پروگرام۔
1-00 اراؤنڈ دی گلوب۔
2-00 لقاء مع العرب۔
3-00 اردو کلاس۔
4-00 روشنی کا سفر۔
4-30 لائیو۔ درس کلام الٰہی۔ (نمبر1) از حضرت صاحب۔ از بیت الفضل لندن۔
6-00 تلاوت۔ خبریں۔
6-30 انڈونیشین پروگرام۔
7-00 بنگالی پروگرام۔
8-00 ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ۔
9-00 لقاء مع العرب۔
10-00 فرنچ پروگرام۔
11-05 تلاوت۔ سیرت۔ خبریں۔
11-30 اردو کلاس۔

جمعرات یکم جنوری 1998ء

12-30 رات۔ جرمن سروس۔
1-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
2-00 درس کلام الٰہی (نمبر1) از حضرت صاحب از بیت الفضل لندن۔
3-30 ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ۔
4-30 عربی پروگرام۔
5-05 تلاوت۔ درس۔ ملفوظات۔ خبریں۔
5-30 چلڈرنز کارنر۔ حضرت صاحب سے ملاقات۔
6-00 لقاء مع العرب۔
7-00 درس کلام الٰہی نمبر 1۔ از حضرت صاحب۔ از بیت الفضل لندن۔
8-30 اردو کلاس۔
9-30 ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ۔
10-30 عربی پروگرام۔
11-05 تلاوت۔ درس ملفوظات۔ خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔ حضرت صاحب کے ساتھ۔
12-00 سندھی پروگرام۔ ترجمہ خطبہ (6-4-96)۔
1-00 المائدہ بریانی۔
1-45 لقاء مع العرب۔
3-00 اردو کلاس۔
4-00 کوئز پروگرام۔ تاریخ احمدیت حصہ 27۔

خلافت لائبریری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

4-30 لائیو پروگرام- درس کلام الٰہی- (نمبر 2) از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- از بیت الفضل لندن-
6-00 تلاوت- خبریں-
6-30 انڈونیشین آورز
7-00 بنگالی پروگرام-
8-00 ہومیو پیتھی کلاس- حضرت صاحب کے ساتھ-
9-00 لقاء مع العرب-
10-00 روسی پروگرام-
11-05 تلاوت- درس ملفوظات- خبریں-
11-30 اردو کلاس-

بقیہ صفحہ 1

پس اگر کسی مذہب اور کسی تعلیم سے دعا کو نکال ڈالیں تو وہ مردہ چیز ہے- کیونکہ زندگی تو زندہ شخص کے آثار سے اور اس کے کاموں سے نظر آتی ہے- کسی چیز میں محض خوبصورتی کا پایا جانا زندگی پر دلالت نہیں کرتا- زندگی تو کاموں سے نظر آتی ہے اور کوئی کام ایک زندہ چیز ہی دے سکتی ہے مردہ چیز تو خواہ کس قدر خوبصورت ہو کوئی کام نہیں دے سکتی- ایک مردہ ہمیں کیا کام دے سکتا ہے- اس کی خوبصورتی ہمارے لئے مفید نہیں ہو سکتی- اس طرح اگر کوئی تعلیم خوبصورت بھی ہو لیکن اس میں دعا کی تعلیم نہ ہو تو وہ مردہ ہے- کیونکہ اس میں زندگی کے آثار نہیں- اس میں وہ چیز نہیں کہ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر ہوتی ہیں- اور وہ صرف دعا ہے کہ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے افعال ظاہر ہوتے ہیں- اس لئے ایک شخص خواہ کتنا ہی اعلیٰ درجہ کا لیکچر دے لیکن اگر اس کے ساتھ اس کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت نہیں لیکچر کیا اثر رکھتا ہے- تو دعا کو نکال کر مذہب کا کچھ باقی نہیں رہ جاتا- اب دیکھو دنیا میں پہاڑ خوبصورت نظر آتے ہیں- دریاؤں کا نظارہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے- سبزہ زاروں کا منظر بہت بھلا معلوم ہوتا ہے- لیکن ان میں انسان اپنی زندگی نہیں گزار سکتا- تھوڑی دیر کے لئے تفریح کے طور پر دریاؤں اور پہاڑوں کے بے نقص نظاروں اور سبزہ زاروں کو پسند کرے گا اور اپنا دل بہلا لے گا- لیکن ان میں زندگی نہیں گزار سکتا- زندگی گزارنے کے لئے پھر انہیں لوگوں میں جائے گا جو زندہ ہیں- وہ ان بے نقص اور بے عیب نظاروں کو چھوڑ کر عیب دار مگر زندہ انسانوں کے پاس ہی رہنا اور زندگی گذارنا پسند کرے گا کیونکہ انسانوں میں روح ہے- زندگی ہے- مگر دوسرے نظاروں میں زندگی نہیں گو وہ بے نقص ہیں-

اور وہ چیز جو جاندار ہے خواہ وہ عیبوں اور نقائص سے ہی بھری ہوئی ہو بے جان چیز پر فضیلت رکھتی ہے- جب عیب دار جاندار کو ہم بے نقص غیر جاندار پر فضیلت دیتے ہیں- تو بے روح چیز جو خوبصورت اور بے نقص بھی ہے- اس کو ہم [illegible]ذی روح چیز پر کیسے فضیلت دے سکتے ہیں-

پس جب تک کہ کسی تعلیم میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا رحم زندہ طور پر ہمارے شامل حال نہ ہو اس وقت تک وہ تعلیم زندہ نہیں کہلا سکتی زندہ مذہب وہی ہے کہ جس میں سب سے زیادہ زور دعا پر ہو-

(از خطبہ 17- دسمبر 1926ء)

اطلاعات و اعلانات

کفالت یتامٰی

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو جذب کرنے کا ایک یقینی ذریعہ

ا- جنوری 1991ء میں ہمارے پیارے آقا نے جوبلی منصوبہ کے تحت کفالت یتامٰی کی ایک نہایت مبارک تحریک جاری فرمائی جس میں مخلصین نے نہایت بشاشت کے ساتھ حصہ لیا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے 258 گھرانوں کے 923 مستحق یتامٰی کی بطریق احسن کفالت کی جارہی ہے-

اس مبارک تحریک میں کوئی بھی دوست حسب حیثیت رقم مقرر کرکے کسی بھی وقت شامل ہو سکتے ہیں- اس وقت مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپے سے ایک ہزار روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے- آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں اور اپنی رقوم "امانت کفالت یکصد یتامٰی" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کرانا شروع کر دیں-

یاد رہے کہ یتامٰی کی کفالت کرنے والوں کے لئے بروز قیامت عظیم الشان شفاعت کی خوش خبری دی گئی ہے-

اب جبکہ اس مبارک تحریک میں آغاز سے حصہ لینے والے مخلصین کے اسماء گرامی مستقل طور پر محفوظ کئے جارہے ہیں سب احباب جماعت کے لئے یہ ایک اچھا موقع ہے کہ-

(ا) اگر وہ اس مبارک تحریک کی ابتداء سے حصہ نہیں لے سکے تھے اور بعد میں کسی وقت اس کی طرف توجہ یا توفیق ہوئی تو ایسے احباب کے لئے اب بھی گنجائش موجود ہے کہ وہ تحریک کے آغاز جنوری 1991ء سے قربانی کرنے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں اور جتنا عرصہ جنوری 1991ء سے بنے اس کی ادائیگی یکمشت کر سکتے ہیں تاکہ اس تحریک کے آغاز سے قربانی کرنے والوں کے گروہ میں شامل ہو سکیں-

(ب) جو دوست ابھی تک اس تحریک میں شمولیت کی سعادت نہیں پا سکے ان سے اولاً گزارش ہے کہ اس نیک اور بابرکت تحریک میں اپنی حیثیت کے مطابق شرکت فرماویں- نیز یہ کہ ایسے نئے شامل ہونے والے احباب کے لئے بھی جنوری 1991ء سے اپنی قربانی کا آغاز کرنے کی گنجائش موجود ہے تاکہ وہ بھی ابتداء سے ہی اجر کے مستحق ٹھہریں-

ج- نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامٰی" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں-

مستحق یتامٰی یا ان کے ورثا توجہ فرماویں

حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت امانت "کفالت یکصد یتامٰی" سے ایسے مستحق یتامٰی کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم، اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامٰی کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے-

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامٰی کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے-

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامٰی دار الضیافت ربوہ)

درخواست دعا

○ مکرم اعجاز احمد وڑائچ صاحب مربی سلسلہ ڈسکہ کی دادی محترمہ سردار بی بی صاحبہ بنت چوہدری خوشی محمد صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ بہت بیمار ہیں موصوفہ کی صحت یابی کیلئے درخواست دعا ہے-

○ مکرم میاں عبدالسمیع صاحب کارکن نظارت امور عامہ کے چھوٹے بھائی مکرم عبدالرحیم صاحب ابن مکرم میاں عبدالوحید صاحب ہلال پور ضلع سرگودھا کا ٹھوڑی کا کامیاب اپریشن CMH راولپنڈی میں مورخہ 97-12-15 کو ہوا- عزیز کی کامل شفایابی کیلئے درخواست دعا ہے-

○ محترمہ شوکت ظفر صاحبہ اہلیہ ظفر اقبال ملک صاحب ملتان روڈ لاہور ہاتھ میں انفیکشن کی وجہ سے کچھ عرصے سے بیمار ہیں گو پہلے سے تکلیف میں کچھ کمی ہے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے-

○ عزیز مرزا عطاء القدوس ثانی صاحب ابن مکرم مرزا محمد اکرم صاحب دار العلوم غربی ربوہ بعمر 8 سال کی کھیلتے ہوئے بازو ٹوٹ گئی ہے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے-

بقیہ صفحہ 2

"قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں قاضی وہ ہے جو تائید حق اور باطل کو رد کرے-

تائید حق اور رد باطل کی خوبی بھی حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف میں غیر معمولی طور پر پائی جاتی تھی- باطل کو رد کرنے میں آپ انتہائی بہادر تھے- اور امامت کے عاشق اور شیدائی تھے-

حضرت امام الرابع نے ان خدائی بشارتوں کی تشریح کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے متعلق فرمایا:-

"یقیناً آپ کا ایک مقام تھا اور حضرت (بانی سلسلہ) کی پیش خبریوں) سے وہ مقام بنا ہے اور ابھرا ہے- اور آئندہ آنے والی تاریخ نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا وجود ایک مبارک وجود تھا-"

نیز فرمایا:-

"حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی روح ایک پاک روح تھی بہت دلیر انسان (امامت) کے حق میں ایک سونتی ہوئی تلوار تھے-"

اللہ تعالیٰ نے آپ کو 5 بچوں سے نوازا تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں-

1- مکرمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ بیگم محترم سید میر مسعود احمد صاحب

2- مکرم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب-

3- مکرمہ صاحبزادہ امۃ القدوس صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان بیگم محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان-

4- مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب-

5- مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر تعلیم جنہیں حضرت صاحب نے اب امیر مقامی اور ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا ہے-

ہم ممبران مجلس تحریک جدید اپنے پیارے امام حضرت امام جماعت الرابع، صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی بیگم صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ اور آپ کے تمام بچوں اور آپ کی ہمشیرگان اور خاندان حضرت بانی سلسلہ کے دیگر جملہ افراد اور عالمگیر جماعت احمدیہ کے تمام افراد سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں- اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو اعلیٰ (مقامات) عطا فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند سے بلند فرماتا چلا جائے- (آمین)-

○○○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

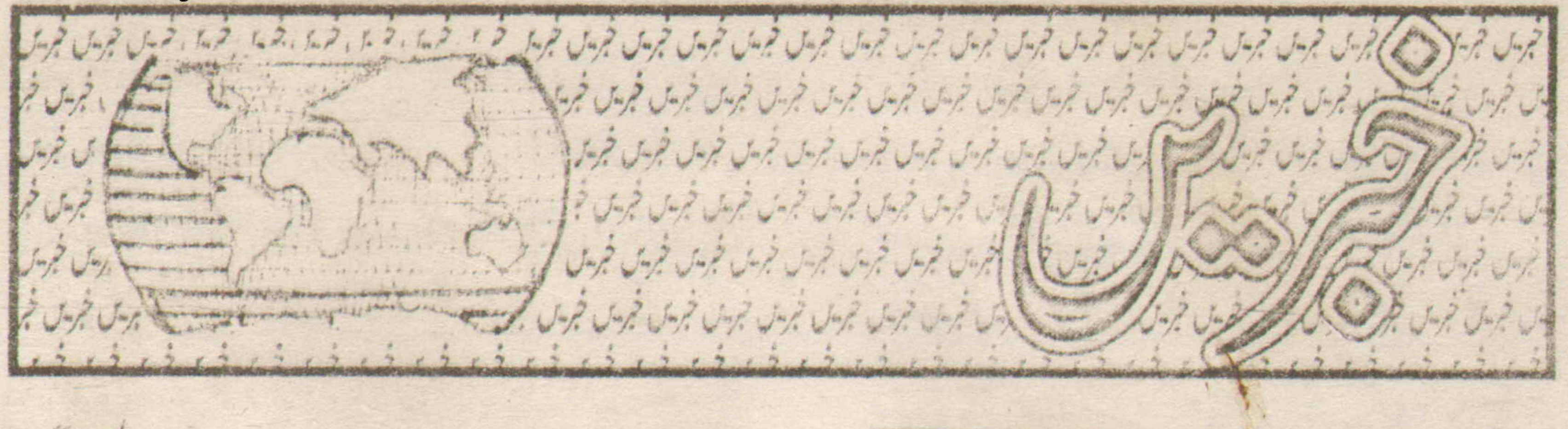

ربوہ : 30- دسمبر-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 5 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 11 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم محمد نواز شریف سے جنرل کرامت کی "ون ٹوون" ملاقات ہوئی۔ دوپہر کا کھانا بھی اکٹھا کھایا۔ ملکی صورت حال اور افغانستان میں امن کوششوں پر بات چیت ہوئی۔

○ سابق چیف جسٹس آف پاکستان نسیم حسن شاہ نے کہا ہے کہ قائداعظم کے سنہری اصول بھلانے پر قوم بحران کا شکار ہوئی ہے۔ بانی پاکستان کے افکار نئی نسل تک پہنچانے میں مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ پاکستان کے گولڈن جوبلی سال میں قائداعظم یا اقبال پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے ایس ایم ظفر کی کتاب کی تقریب رونمائی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کو بھارت سے تعلقات بنانے کا مینڈیٹ نہیں ملا۔ جسٹس (ر) رفیق تارڑ کے صدر بننے سے وزیراعظم اور صدر کے اختیارات کے حوالے سے پیچیدگیاں کم ہوں گی۔

○ آصف علی زرداری نے بالاخر سینیٹر کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا ہے۔ انہیں پولیس کی حراست میں کراچی سے پارلیمنٹ ہاؤس لایا گیا تھا۔ پارلیمنٹ پہنچتے ہی آصف زرداری محترمہ بے نظیر بھٹو کے چیمبر میں گئے اور نصیراللہ بابر' سید نوید قمر' اقبال حیدر وغیرہ سے بات چیت کی۔ بے نظیر سے تنہائی میں ملاقات ہوئی۔ آصف علی زرداری سے حلف اٹھوانے کے بعد اڈیالہ جیل بھیج دیا گیا۔ بطور حوالاتی انہیں اے کلاس دے دی گئی۔

○ آصف علی زرداری نے کہا ہے کہ قتل ہو یا کوئی اور کیس ہر مقدمے کا سامنا کروں گا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ حکومت عوام کو ان کی دہلیز پر سستا اور فوری انصاف دینے کا دعویٰ کرتی ہے۔ مگر قائد حزب اختلاف کے شوہر کو انصاف ملنے میں 9 ماہ لگے۔ عدلیہ کے فیصلے پر بہت خوش ہوں جس کے تحت زرداری نے حلف اٹھایا۔

○ وزیراعظم کے پریس سیکرٹری صدیق الفاروق نے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ لغاری دو نمبر آدمی ہیں اور قاضی حسین احمد خود قابل احتساب ہیں۔ قاضی بدقسمتی سے "رولز آف گیم انہیں معلوم نہیں اور نہ ہی ان کا سیاست میں کوئی مقام ہے۔ مودودی کے ہمدرد انہیں چھوڑ چکے ہیں۔ وہ کہتے رہتے ہیں "اللہ کے نام پر اقتدار کا سوال ہے بابا" انہوں نے انتخابی مہم کے دوران اسلامی تعلیمات کی بھرپور خلاف ورزیاں کیں۔ مگر ووٹ صرف 3 فیصد حاصل کئے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ پارٹی پر عوام کا اعتماد نہیں اٹھنے دوں گا۔

صوبے کی خدمت کے ساتھ ساتھ مسلم لیگی کارکنوں کی عزت و تکریم کے لئے بھی اقدامات کر رہا ہوں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ جسٹس جونیجو کو جسٹس (ر) رفیق تارڑ کے کاغذات مسترد کرنے پر کک آؤٹ کیا گیا۔ ہر بڑے عہدے پر لاہور والے قابض ہیں۔ پوری قوم پریشان ہو گئی ہے۔ جسٹس سجاد علی شاہ نے حکومت کو تگنی کا ناچ نچا دیا تھا۔ قائمقام چیف الیکشن کمشنر کو ہی مستقل بنانا چاہتے تھا۔ حکومت نے صدارتی الیکشن سے قبل اپنی مرضی کا چیف الیکشن کمشنر مقرر کر دیا۔ جبکہ قائمقام صدر کو اس کا اختیار ہی حاصل نہیں۔

○ سینٹ میں صوبہ پختونخواہ اور فاٹا کی آزاد حیثیت کے معاملہ پر اے این پی فاٹا اور ہزارہ کے ارکان سینٹ کے مابین ہنگامہ ہو گیا۔ فاٹا کے ارکان نے سرحد اسمبلی کی جانب سے پختونخواہ اور قبائلی علاقے کی خودمختار کے بارے میں منظور کی جانے والی قرارداد پر شدید احتجاج کیا اور کہا کہ ہم انگریز دور سے آزاد ہیں۔ فاٹا میں ہمارے اپنے قانون کی حکمرانی ہے۔ ہم پاکستان کی نسبت وہاں زیادہ محفوظ ہیں۔ اجمل خٹک اور اے این پی کے ارکان وضاحتیں کرتے رہے جس سے ایوان میں زبردست شور شرابا ہوا۔

○ مصر کی اعلیٰ عدالت نے اسلامی جماعت کے 42 علماء و طلباء کو سزائے موت کا حکم سنایا ہے۔ سزائے موت پانے والوں کے خلاف 93ء میں تخریب کاری کے ذریعہ 26 پولیس ملازمین کو ہلاک کرنے کا الزام تھا۔

○ پی آئی اے کو سال 1997ء میں پونے پانچ ارب روپے کا ریکارڈ خسارا ہوا ہے۔

○ ہانگ کانگ میں پرندوں سے پھیلنے والی بیماری برڈ فلو پھیلنے سے حکومت نے 13 لاکھ مرغیاں مار دینے کا حکم دیا ہے۔ حکام کا کہنا ہے کہ برڈ فلو سے متاثرہ افراد کی تعداد 4 سے بڑھ کر 12 تک ہو چکی ہے۔

○ پنجاب حکومت نے زکوۃ کمیٹیوں کے ضلعی چیئرمینوں کے ناموں کا اعلان کر دیا ہے۔

○ سینٹ میں قائد حزب اختلاف بیرسٹر اعتزاز احسن نے کہا ہے کہ پاکستان کو اتفاق خاندان کی جاگیر نہیں بننے دیں گے۔

○ چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان بھاری ٹریفک کی بندش سے ٹرکوں کی قطاریں لگ گئیں۔ ڈرائیور کہتے ہیں پولیس 500 روپے مانگتی ہے۔ جبکہ پولیس کا کہنا ہے کہ پل خستہ حالت میں ہے اس لئے پابندی لگائی ہے۔

○ سندھ اسمبلی میں اجلاس کے دوران بدترین ہنگامہ آرائی ہوئی۔ سپیکر نے مائیک بند کروا دیئے۔ ایک رکن نے 90 فیصد ارکان اسمبلی کو گدھا قرار دے دیا۔ صوبائی وزیر کو "پاگل خانے بھیجو" کے نعرے لگتے رہے۔ سرکاری ارکان بولتے تو اپوزیشن ارکان شور مچا دیتے تھے۔

○ پنجاب اسمبلی نے سرکاری ملازمین سے سیکرٹریٹ الاؤنس واپس لینے کا بل منظور کر لیا ہے۔ اس سے سول سیکرٹریٹ۔ گورنر ہاؤس۔ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ۔ پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ اور ہائی کورٹ کے ملازم متاثر ہوں گے۔

○ پنجاب یونیورسٹی کی نگرانی میں منعقد ہونے والے بی اے' بی ایس سی کے پہلے سالانہ امتحان برائے 1998ء کے لئے داخلے 3۔ جنوری 1998ء تک بھجوائے جا سکیں گے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ تعلیمی اداروں میں بدعنوانیوں کا سخت نوٹس لیا جائے گا۔

○ تحریک جعفریہ نے رفیق تارڑ کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت کو آخری چانس دیتے ہیں۔ وہ بنیادی تبدیلیاں لانے کے لئے اقدامات کرے۔

○ مانگا منڈی کے قریب لاہور سے ملتان جانے والی بس پھسلن کی وجہ سے چونیاں سے آنے والی ویگن سے ٹکرا گئی 5۔ افراد جاں بحق اور 13۔ زخمی ہو گئے۔

○ ورلڈ بینک نے واپڈا کو بجلی کے نرخ 25 فیصد بڑھانے کی ہدایت کر دی ہے۔ دریں اثناء واپڈا کے ذرائع نے بتایا ہے کہ موجودہ حالات میں بجلی کے نرخوں میں اضافہ کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

○ بہاولپور کے ضلع میں اشتہاری مجرم باجو بھنڈر نے ایس ایچ او سمیت چار پولیس اہلکار ہلاک کر دیئے ہیں۔ پولیس پارٹی جرائم پیشہ گروہ کے سرغنہ باجو بھنڈر کی گرفتاری کے لئے جا رہی تھی لیکن ملزموں نے راستہ میں گھات لگا رکھی تھی۔ زد میں آتے ہی فائر کھول دیا۔

○ سینیٹر محمد شاہ نے کہا ہے کہ قبائلی علاقوں میں سیاسی جماعتوں کے عمل دخل کی اجازت نہیں دیں گے۔ صوبائی اسمبلی میں قبائل کا کوئی نمائندہ نہیں اس لئے انہیں اس سلسلے میں قراردادیں منظور کرنے کا اختیار نہیں۔

○ عراق نے الزام لگایا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ تیل برائے خوراک کے سمجھوتے کے تحت عراق کے لئے خوراک اور دوسری اشیاء کی فراہمی میں روکاٹ ڈال رہے ہیں۔ بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق عراقی وزیر تجارت نے کہا ہے کہ خوراک کی تقسیم کے نئے منصوبے کی منظوری میں تاخیر کے باعث ملک میں غذائی اشیاء خصوصاً بچوں کی خوراک کی قلت کی صورت میں صورت حال انتہائی سنگین ہے۔

○ ڈاکوؤں نے فیصل آباد سے فورٹ عباس جانے والی ایک بس کو پولیس ناکے کے قریب لوٹ لیا ہے۔ اس طرح رجانہ کے قریب ڈاکوؤں نے ایک کاروباری سے اس کی کار اور پانچ لاکھ روپے چھین لئے ہیں۔

○ سابق چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا ہے کہ آئین میں کہیں نہیں لکھا کہ سینئر ترین جج چیف جسٹس ہو گا۔ جو کچھ ہوا غلط ہوا ہے۔ سپریم کورٹ میں اندر سے شگاف پڑ گئے ہیں۔

چندہ میں اضافہ

○ ماہنامہ خالد اور ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے خریداران اور ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں کہ یکم جنوری 1998ء سے ماہنامہ خالد اور ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ کا سالانہ چندہ -/70 روپے سالانہ اور ماہوار قیمت سات روپے فی پرچہ مقرر کی گئی ہے۔

خریداران و ایجنٹ حضرات سے حسب سابق تعاون کی درخواست ہے۔

(مینجر ماہنامہ خالد و ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ)

ایک دام واحد کلام
ہر قسم کی لیڈیز و جنٹس کی بہترین ورائٹی کا مرکز
MCD ماڈرن کلاتھ ڈپو
ٹرانسفارمر چوک صادق آباد راولپنڈی
پروپرائیٹر: منصور احمد
فون دوکان 410416 رہائش 428838

DIGESTIN ڈائی جسٹین
نظام ہضم کی تمام تکالیف میں مفید و موثر ہے
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ
فون: 771 213156 فیکس: 212299

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان: 212515 رہائش: 212300

1964 سے میاں نسیم احمد طاہر کی معروف دوکان
آپکی خدمت میں مصروف
• ہم ہر ماہ زیورات کے نت نئے ڈیزائن متعارف کرواتے ہیں • 23K اور 22K سونے کے زیورات تیار کئے جاتے ہیں • زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جاتی
اقصیٰ روڈ ربوہ
نسیم جیولرز
پروپرائیٹرز
میاں نسیم احمد طاہر دوکان 212837-04524
میاں فرید یوسف رہائش 212175-04524